جسٹرڈ نمبر پی ۶۷
REGD NO. P. 67

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
WEEKLY BADR QADIAN.
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۴
شمارہ ۴۷
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقا پوری
نائب:- فیض احمد گجراتی
شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ״
ممالک غیر -/۸ ״
فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے۔
۲۳ر فتح ۱۳۴۴ھ ش | ۲۹ر شعبان ۱۳۸۵ھ | ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ر دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۱ر دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

خدا کے فضل سے قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۴ واں سالانہ جلسہ بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اور سوائے چند مہمانان کرام کے اب واپس جا چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ اور تمام احباب جماعت کا ہر جگہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۷۴ ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے شمع احمدیت کے پروانوں کا روح پرور اجتماع

علماء سلسلہ کی دینی اور معلوماتی تقاریر۔ پُرسوز اجتماعی دعائیں۔ عبادات و نوافل

حکومتِ وقت کیساتھ کامل وفاداری اور تعاون کے اظہار کا ریزولیشن

(رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ حیدرآباد دکن)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ قادیان دارالامان تخت گاہ مسیح موعود علیہ السلام میں جماعت احمدیہ کا چوہتر واں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱ر ۱۲ر ۱۳ر دسمبر بروز جمعہ ہفتہ و اتوار نہایت ہی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس دفعہ غیر معمولی طور پر ہندوستان کے مختلف اور دور دراز علاقوں سے ایک بڑی تعداد میں احباب جماعت نے اس مقدس جلسہ میں شرکت فرمائی۔ چنانچہ یوپی، بنگال، بہار، اڑیسہ، آندھرا، مدراس، کیرالہ، بمبئی، کشمیر، جموں وغیرہ صوبوں سے شریک ہونے والے احباب جماعت کی تعداد گذشتہ سالوں سے دو چند تھی۔ یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس مرتبہ حیدرآباد یادگیر سے اڑھائی سو سے زیادہ افراد کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ موجودہ سیاسی اور ملکی پیچیدگیوں کے باعث اگر پاکستان سے کسی احمدی کو اس مقدس جلسہ میں شرکت کا موقعہ نہیں ملا تو خدا تعالیٰ نے ہندوستان میں بسنے والے احمدیوں کو ایسے دلوں میں اس جلسہ میں شرکت کا اتنا شوق اور ولولہ پیدا فرمایا کہ وہ اپنی تمام ضروریات اور مجبوریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کثیر تعداد میں اس بابرکت اور خالصۃً روحانی اجتماع میں شریک ہوئے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنی بشارت ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ایک دفعہ پھر پوری فرمائی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس جلسہ کو اس لئے بھی خصوصیت حاصل ہے کہ یہ مقدس جلسہ خلافتِ ثالثہ کے دور کا پہلا جلسہ ہے۔

جلسہ کے تینوں روز دن اور رات کو مقررہ پروگرام کے مطابق علماء سلسلہ کی تقاریر ہوئیں۔ احبابِ جماعت کے علاوہ بڑی تعداد میں غیر مسلم معززین بھی باقاعدگی سے شریک جلسہ ہوتے رہے۔ اور سبھوں نے جلسہ کی تمام کارروائی کو دلچسپی سے سنا اور روحانی خزائن سے اپنی اپنی جھولیوں میں بھر کر لے گئے۔

ذیل میں جلسہ سالانہ کی روئیداد مختصر طور پر درج کی جاتی ہے۔ دن کے اجلاسات احمدیہ جلسہ گاہ میں اور شبینہ اجلاسات مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوتے۔

پہلا دن — پہلا اجلاس

پہلے دن کا پہلا اجلاس ٹھیک ساڑھے دس بجے محترم الحاج حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے نہایت خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ اس کے بعد محترم حضرت صاحبِ صدر نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس وقت تمام دوست احتراماً کھڑے ہو گئے اور جلسہ کی فضا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اللھم اید الاسلام والمسلمین والاحمدیت والاحمدیین والامام والمبلغین کی دعاؤں سے ایک نہایت رقت انگیز اور روح پرور منظر پیش کرنے لگی۔ جوں ہی لوائے احمدیت اپنی شان و شوکت اور پُر وقار انداز میں فضا میں لہرانے لگا جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی۔

افتتاحی تقریر

محترم حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل نے اپنی افتتاحی تقریر میں خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں پھر ایک دفعہ یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم اپنا مقدس جلسہ سالانہ منعقد کریں اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس میں شرکت کریں۔

آپ نے فرمایا کہ دنیا میں دو قسم کے نظام قائم ہیں۔ جسمانی اور روحانی جسمانی نظام چلانے کے لئے نظام شمسی اور اس کے بعد نظام قمری کار فرما ہے۔ اسی طرح روحانی نظام کو چلانے کیلئے خدا تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور اس کے بعد اسی نظام کو چلانے کیلئے سلسلہ خلافت کا انتظام فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ میں روحانی نظام شمسی یعنی بعثتِ مامور و مرسل کے بعد نظام قمری یعنی سلسلہ خلافت کا نظام قائم فرمایا ہے۔

آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی خدا تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کی مستحق ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی جا رہی ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کے افضال و برکات کا نزول ہو رہا ہے۔ (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رفاہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

جماعت احمدیہ (ہندوستان) کے ۷۴ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان کے لئے یہ پہلا پیغام احمدیہ مسلم مشن رنگون کے واسطہ سے بذریعہ تار یہاں پہنچا اور جلسہ سالانہ قادیان کے پہلے روز کے پہلے اجلاس میں سنایا گیا۔ اس پیغام کا پورا متن پہلے انگریزی میں اور پھر اس کا ترجمہ افادہ احباب کے لئے درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوالنّاصر

MESSAGE

Dwellers on Sacred and Holy Soil and Ardent Pilgrims Flocking there

Assalam-o-Alaikum-o-Rahmatullah-o-Barakatohu

God grant that you always live under angels protection. May Allah's mercy and blessings remain over you like cool shielding shadow and turn you all into noble and worthy models for others to follow. May your hearts be properly moulded for Divine Light to shine therefrom. May you be invested with attraction and charm to draw whole world unto you. May you live always in perfect peace and unity well always occupied with sympathy, loving service and desire for welfare of mankind so that world around you be in deep gratitude to you. May you never feel need knocking other doors than of the Beneficent Lord. Always remember us in your prayers. Allah be with you all. Amen.

(Hazrat) Mirza Nasir Ahmad (Sahib)
Khalifatul Masih III Imam Jamat Ahmadiyya

ترجمہ:- اے ارض پاک کے رہنے والو، اور اے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مشتاق زائرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ خدا کرے آپ ہمیشہ فرشتوں کی حفاظت میں رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا فضل ہمیشہ آپ پر ایک ٹھنڈے اور محافظ سایہ کی طرح قائم رہے۔ خدا تعالیٰ آپ تمام کو نیک اور دوسروں کے لئے قابل تقلید اچھے نمونہ بنائے۔ خدا کرے آپ کے دل ایسے بن جائیں کہ ان سے ہمیشہ روحانی شعاعیں پھوٹتی رہیں۔ اور خدا تعالیٰ آپ کو ایسی دلکشی اور حسن عطا کرے کہ ساری دُنیا آپ کی طرف کھنچی چلی آئے۔ خدا کرے آپ ہمیشہ مکمل امن اور اتحاد کے ساتھ رہیں۔ اور آپ کے دلوں میں انسانیت کے لئے ہمدردی، بہبود اور پُرخلوص خدمت کا جذبہ موجزن رہے۔ تاکہ دُنیا آپ کی ہمیشہ ممنون اور شکر گذار رہے۔ اللہ کرے۔ آپ کو رحیم و کریم خدا کے دروازے کے سوا کسی اور کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔
آپ ہمیشہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ آپ تمام کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(حضرت) مرزا ناصر احمد (صاحب)
خلیفۃ المسیح الثالث ۔ امام جماعت احمدیہ
مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء ۔ براستہ رنگون
احمدیہ مشن

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۳ر دسمبر ۶۵ء

قادیان میں ہمارا ۷۴ واں جلسہ سالانہ

(مختصر کوائف)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں ہمارا ۷۴ واں سالانہ جلسہ خیر و خوبی سے منعقد ہوا۔ جس میں پانچ چھ سو کے قریب احباب جماعت ملک کے مختلف صوبہ جات سے اپنے روحانی مرکز میں جمع ہوئے اور اس مقدس مقام میں چند روز قیام کرکے علی قدر مراتب ہر شخص نے اپنی روح کی صفائی اور ایمان کی تازگی کے سامان کئے۔ خدا کے فضل سے سالانہ جلسہ میں دہلی، یوپی، بہار، اڑیسہ، بنگال، کیرالہ، مہاراشٹر، آندھرا، اور کشمیر پردیشوں سے بڑی تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

(۲)

اس سال رمضان المبارک کی وجہ سے چند روز قبل ہی بتاریخ ۱۱ر ۱۲ر ۱۳ر دسمبر کو سالقہ روایات کے مطابق بڑے ہی پُرامن ماحول میں منعقد ہوا۔ جلسہ کے تقریری پروگرام کی رپورٹ تفصیل کے ساتھ دوسری جگہ ملاحظہ کی جا سکتی ہے جلسہ کے تینوں روز دو دو اجلاس ہوتے ایک دن کے وقت احمدیہ جلسہ گاہ میں اور دوسرا بوقت شب مسجد اقصیٰ میں جن میں احباب جماعت کے علاوہ غیر مسلم حضرات بھی ایک بڑی تعداد میں شریک ہوتے رہے اور سب نے مقررین کی تقاریر کو بڑی دلچسپی اور اشتیاق سے سُنا۔

(۳)

جلسہ کے پہلے اور دوسرے روز جالندھر ریڈیو کے نمائندگان بھی تشریف لائے تھے۔ چنانچہ پہلے روز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے وجد انگیز تقریر فرمائی تھی جس کا ایک حصہ ریڈیو والوں نے ٹیپ ریکارڈ کیا۔ جسے بعد میں جالندھر ریڈیو نے دوپہر کے پروگرام میں بتاریخ ۱۵/۱۲/۶۵ نشر کیا گیا۔

(۴)

گذشتہ سالوں میں عام طور پر احباب جماعت جلسہ کی مقررہ تاریخ سے ایک روز قبل تشریف لایا کرتے تھے۔ مگر امسال اس تعامل کے برخلاف ۸ر دسمبر کو ہی تین روز قبل از انعقاد جلسہ سالانہ احباب جماعت تشریف لانے شروع ہو گئے اور حلقہ احمدیہ میں جلسہ کی خاص رونق نظر آنے لگی۔ ۸ر دسمبر کو شام کی گاڑی کم و بیش ۴۲ نفوس پر مشتمل پہلا قافلہ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کی قیادت میں حیدر آباد کے دوستوں کا پہنچا۔ اس کے بعد ۱۰ر دسمبر کو بڑی تعداد میں قافلوں کی صورت میں احباب ملک کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے حیدر آباد کے علاوہ یادگیر سے ایک خاص تعداد میں احباب تشریف لائے۔

(۵)

جلسہ کے دنوں میں نظارت دعوت و تبلیغ کی دعوت پر مضافات قادیان سے بھی خاصی تعداد جلسہ کی رونق بڑھانے اور علماء سلسلہ کی تقاریر سننے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین (باقی صفحہ ۱۲ پر)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

استحکامِ خلافت کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی!!

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک باپ، ایک ماں سے بڑھ کر آپ کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دے

خدا تعالیٰ نے اس ذمہ داری کو نبھانے کیلئے قبولیتِ دعا کا نشان مجھے عطا کرے!

(از سیدنا حضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء بمقام ربوہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سب سے پہلا خطبہ جمعہ جو حضور نے ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء کو بمقام ربوہ ارشاد فرمایا احباب جماعت کے روحانی استفادہ کیلئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے یہ خطبہ مبلغ ماریشس مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر نے الفضل ربوہ نمبر ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء سے نقل کر کے بھیجا ہے۔ خطبہ کی ابتداء میں جو نوٹ دیا گیا ہے اُس میں لکھا ہے:-

" خطبہ دینے کیلئے حضور لنصرہ اللہ تعالیٰ دایدہ بارہ بجکر ستاون منٹ پر مسجد مبارک میں تشریف لائے اور دوسری اذان کے بعد پورے ایک بجے خطبہ شروع فرمایا اور ایک بجکر انتیس منٹ پر یہ خطبہ ختم ہوا۔ ایک بجکر چالیس منٹ پر نماز ادا کر کے حضور واپس قصرِ خلافت میں تشریف لے گئے۔

(خاکسار مرتب محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا انچارج شعبہ زود نویسی)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔۔۔۔ فرمایا:-

میرا ارادہ تو ایک اور مضمون کے متعلق کچھ کہنے کا تھا لیکن گذشتہ روز میں الفضل کا ایک پرانا فائل ۱۹۱۴ء کا دیکھ رہا تھا تو میری توجہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر کے اقتباس کی طرف مبذول کی جس میں میں نے تو

ایک زبردست پیشگوئی

کو دیکھا جو ان گذشتہ چند دنوں میں پوری ہوئی تب میں نے ارادہ کیا کہ اس مضمون کو چھوڑ کر میں اس پیشگوئی کے متعلق اپنے دوستوں کے سامنے کچھ بیان کروں۔ لیکن اس پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے اس پس منظر کو جس میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی سمجھنا ضروری ہے اسلئے مختصر طور پر میں

۱۹۱۴ء کے کچھ حالات

بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد بعض احمدیوں کی مرضی یا پسندیدگی کے خلاف جماعت احمدیہ ایک ہاتھ پر متفق اور متحد ہوگئی اور مجبوراً ان لوگوں کو بھی جن کی طرف میرا اشارہ ہے اور آپ سمجھ گئے ہیں احباب جماعت کی اکثریت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور انہوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

یہ پہلی خلافت تھی

جو جماعت احمدیہ میں قائم ہوئی یہ تھوڑا سا زمانہ جو پہلی خلافت کا تھا اسکو کسی نہ کسی طرح اس گروہ نے گزار دیا لیکن جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اُنکے نزدیک یہ وہ موقعہ تھا جب وہ اپنی رائے کو جس طرح بھی ہو جماعت میں قائم کرنے کا امکان پاتے تھے اس وقت اس گروہ نے یکے بعد دیگرے

تین موقف

اختیار کئے۔

پہلے تو یہ کہا کہ جماعت احمدیہ میں خلیفہ کا وجود ہی ضروری نہیں خلافت ہونی ہی نہیں چاہئے۔ لیکن انکے مقابلہ میں جماعت کی اکثریت کو وہ ایسی اکثریت جس میں یہ اکابر کہلانے والے یا اپنے کو اکابر سمجھنے والے شامل نہ تھے) اور حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو ایک بیقراری اور بے چینی لاحق تھی۔ اور ایک موت کی سی کیفیت نظر آتی ہے کہ یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو نے مسلمانوں کو خلافت کا وعدہ دیا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب تک قرونِ اولیٰ میں خلافت قائم رہی مسلمان ترقی کرتے چلے گئے۔ اور جب ان کی کمزوریوں اور کاہلیوں اور غفلتوں کی وجہ سے خلافت کا انعام ان سے چھین لیا گیا تو اس کے بعد جو اسلام کی بادشاہت قائم ہوئی وہ اس خلافت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھی محض ہیچ تھی۔ اب پھر ہم پر اے خدا! تو نے انعام کیا تھا۔ تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منہاج النبوۃ پر مبعوث فرمایا جن کے متعلق تو نے خود فرمایا تھا کہ ان کے وجود میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ایک کامل مماثلت پائی جاتی ہے جو ایسا نہیں سمجھتا خود اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ آپ کے موعود کے بعد سلسلہ احمدیہ میں خلافت قائم ہوئی۔ لیکن ابھی چھ سال نہیں گذرے کہ ایک گروہ کھڑا ہوگیا ہے اور کہتا ہے کہ خلافت کی ضرورت نہیں۔

آپ (حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ) نے کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کی خوشامد ہی بہتر سمجھا یا کہ خدا کیسے لئے

خلافت کی برکت کو مت ٹھکراؤ

تم میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو جائے۔ میں ذمہ لیتا ہوں کہ میں اور میرے دوسرے دوست اور رشتہ دار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب اسکی بیعت کر لیں گے۔ اور پوری پوری اطاعت کریں گے۔

اسوقت حضور کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ خلافت جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے نہیں نکلنی چاہئیے کوئی فرق نہیں پڑتا اس سے کہ کون خلیفہ بنتا ہے اور کون نہیں بنتا لیکن خلافت کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئیے۔ کیونکہ اسکے بغیر نہ ہی جماعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن سکتی ہے لیکن کسی طرح بھی یہ لوگ اس طرف نہ آئے تو انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اچھا کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو جائے لیکن اسکی بیعت جماعت پر لازمی قرار نہ دی جائے۔ یہ دوسرا موقف تھا۔ جو انہوں نے اختیار کیا

خدا تعالیٰ کا تصرّف

ایسا تھا کہ اس قسم کی باتیں یہ لوگ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اولؓ کے منہ سے ہی انکا جواب دلوا دیا تھا چنانچہ ایک موقعہ پر

اسی قسم کا اعتراض

کیا گیا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ اخبار البدر ۲ر مارچ ۱۹۱۱ء میں چھپ چکا ہے "ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا حکم ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں"! اسی طرح ۹ر جولائی ۱۹۱۰ء کے اخبار بدر میں جو

ڈائری شائع ہوئی ہے

اسمیں بھی یہ لکھا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں تو اب علامہ نورالدین کی بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ ۔۔۔۔ ہر شخص اپنی ذات کیلئے خود ذمہ دار ہے۔ ۔۔۔۔ ہر ایک کو بیعت کے لئے خط لکھنا چاہیئے تا وہ اس فیض سے حصہ لے جو ید اللہ علی الجماعۃ میں مذکور ہے"۔

مطلب واضح ہے کہ اگر تم خلافت کی بیعت نہیں کرو گے اور ویسے ہی اپنی چالاکیوں اور ہوشیاریوں میں پڑے رہو گے تو تمہیں وہ فضل حاصل نہیں ہو سکتا جو ید اللہ علی الجماعۃ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی حفاظت کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی امان کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی برکتوں کا ہاتھ تمہارے سر پر سے اٹھا لیگا اگر تم خدا تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس بات کے خواہشمند ہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکے فضلوں اور اسکی برکتوں اور اس کی حفاظت اور اسکی امان کا ہاتھ تمہارے سروں پر رہے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم

ایک ہاتھ پر بیعت کر کے

جمع ہو جاؤ۔

جب انہوں نے دیکھا کہ اس مسئلہ پر بھی اکثریت ہمارے خیالات کے خلاف، صداقت پر مضبوطی سے قائم ہے تو پھر انہوں نے تیسرا موقف اختیار کیا۔ اور وہ یہ کہ بیشک خلیفہ کا انتخاب کرو اور خلیفہ بناؤ بے شک اسکی بیعت کو بھی لازمی قرار دے دو ہم بیعت کریں گے لیکن وہ خلیفہ صدر انجمن کا حاکم نہیں ہوگا اگر تم نے خلیفہ بنانا ہی ہے تو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت خلیفہ مقرر کرو۔

یہ اسقدر

مضحکہ خیز بات تھی

کہ کوئی سمجھدار انسان اس کو اختیار کرنے کیلئے تیار نہ تھا! اسوقت جس تڑپ کے ساتھ جس درد کیساتھ جس عاجزی و انکساری کیساتھ جس علم و فراست کیساتھ اس محاذ پر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جنگ لڑی اسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ایک زبردست بشارت

آپ کو دی۔ اور وہ یہ تھی کہ ہم تمہیں یہ توفیق دیں گے کہ تم خلافت کو جماعت احمدیہ میں اس قدر مستحکم کر دو گے کہ آئندہ اس قسم کا فتنہ جو مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت میں پیدا ہوا پھر کبھی پیدا نہ ہوگا۔ ۱۹۱۴ء میں آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ کتنی زندگی ہے دس سال بیس سال پچاس سال باون سال کتنی دیر خلافت کرنی ہے اسکے بعد کیا حالات ہوں گے اپنے حالات کا بھی کوئی پتہ نہیں اور پھر اس کے بعد جو خلیفہ ہوگا وہ جب مر جائیگا تو اس کے بعد کیا حالات ہونگے یہ بھی نہیں جانتے۔ یہ انسان کا کام نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم نہیں دیا جاتا۔ اس کے باوجود ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا۔ ذرا غور سے سنیں۔

" اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں اب تفرقہ پڑ گیا ہے"۔

یہ جنگ ہو رہی تھی۔ یہ جھگڑا تھا کہ خلیفہ ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے کہ خلیفہ ہونا چاہیئے اور ان لوگوں نے تو وقت سے پہلے ہی خلافت کے خلاف ٹریکٹ چھپوا کر رکھے ہوئے تھے۔ جن کی اشاعت بعد میں کی اس چیز کو دیکھ کر یہ شماتت اعدا کا موجب ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میں اسلام کو تمام دنیا پر غالب کروں گا اور یہ غلبہ تین صدیوں کے اندر اندر تمہیں نظر آجائیگا۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ابھی چھ سال نہیں گذرے کہ جماعت میں شدید تفرقہ پڑ گیا ہے حتیٰ کہ

کوئی شخص ظاہری مسلمانوں کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جماعت زندہ بچ نکلے گی تو آپ فرماتے ہیں کہ

" اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ یہ جلد تباہ ہو جائیں گے اور اس وقت ہمارے ساتھ زلزلوا زلزالاً شدیداً والا معاملہ ہے۔ یہ ایک آخری ابتلاء ہے جیسے کہ احزاب کے موقعہ پر کہ بعد پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا آخری حملہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہم کامیاب ہوں تو پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا بلکہ ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔ نبی کریم صلعم نے احزاب کے موقع پر یہ فرمایا تھا کہ اب ہم ہی دشمن پر حملہ کریں گے اور اسے شکست دیں گے اور دشمن کبھی پھر حملہ آور نہ ہوگا۔ یہ آخری ابتلاء ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا۔"

پہلے آپ نے فرمایا کہ دشمن اسلئے خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ یہ جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقعہ نہ ملے گا یعنی دشمن کو کبھی یہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور ان کی تباہی کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

" جنگیں تو احزاب کے بعد میں بھی ہوتی رہی ہیں لیکن پھر دشمن کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو۔ اسی طرح یہ آخری فتنہ ہے پس تم دعاؤں میں لگ جاؤ۔ یہ فتنہ احزاب والا ہے۔ جس طرح وہاں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت تھی وہی اب یہاں ہماری جماعت کی ہے اور جو اس وقت دشمن کی حالت ہوئی تھی اب ہو رہا ہے۔ دشمن کے ساتھ ہرگز نہیں چاہیئے کہ تم آگے بڑھو اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

آپ نے یہ پیشگوئی ۱۹۱۴ء میں کی تھی کہ اس وقت بھی جماعت میں شدید تفرقہ نظر آتا ہے اور شماتت اعداء کا باعث بن رہا ہے اور دشمن خوش ہیں اور خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کی تمام پیشگوئیاں غلط ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ جو جماعت اس طرح متفرق ہو جائے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور آپس میں اختلاف کرنے لگ جائے اور پراگندہ ہو جائے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

لیکن حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اسی وقت یہ بھی فرما دیا تھا کہ

تم دعاؤں میں لگ جاؤ

اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ خوشی دشمن صرف ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے اور وہ اس نے دیکھ لی اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرے گا کہ دشمن تھوڑا بہت حملہ تو کرے گا شاید تھوڑا بہت نقصان بھی پہنچاوے احمدیوں کو تکلیفیں بھی دے سکتا ہے ان ایٹ راور قربانی کے مطالبے بھی اسکے مقابلہ میں کئے جائیں گے لیکن یہ تم کبھی نہ دیکھو گے کہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء والا تفرقہ اور پراگندگی جماعت میں دشمن کو پھر نظر آئے۔

اب جب خود آپ کا وصال ہوا۔ تو ہم اس کے بعد کے دنوں کے حالات کو دیکھتے ہیں ہر احمدی ایک موت کی سی حالت دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک احمدی کے دل میں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی اتنی محبت پیدا کی تھی اور پھر آپ کو احباب جماعت پر اس کثرت اور وسعت کے ساتھ احسان کرنے کی، ان کے غموں میں شریک ہونے کی، ان کی خوشیوں میں شامل ہونے کی، انکی ترقیات کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرنے کی اسقدر توفیق دی تھی کہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ گویا آج میری ہی موت کا دن ہے۔ بعض احمدی حضور کی اس بیماری کے دوران اپنی کم علمی کی وجہ سے بعض نادانی کی وجہ سے بعض کمزوری کی وجہ سے اور شاید بعض شرارت کی وجہ سے بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے جو ہمارے کانوں میں بھی پڑتی تھیں کہ گویا جماعت میں بڑا تفرقہ پیدا ہو چکا ہے لیکن یہ باتیں اس وقت سے پہلے تھیں جب اس موہومہ تفرقہ نے اپنا چہرہ دنیا کے سامنے دکھانا تھا۔ جب وہ وقت آیا تو وہ لوگ جو یہاں تھے وہ گواہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک شخص شاہد ہے اس بات کا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

آسمان سے فرشتوں کی فوج

بھیجی ہے اور اس نے جماعت احمدیہ پر قبضہ کر لیا ہے اور جس طرح گڈریا بھیڑوں کو گھیر لیتا ہے اسی طرح اس فوج نے ہم سب کو گھیرے میں لے لیا ہے اور کہا کہ میں اسلئے بھیجا گیا ہے کہ ہم تمہیں بھٹکنے نہ دیں۔ اس وقت کسی کے دماغ میں یہ خیال نہ تھا کہ کون خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا کون نہیں لیکن ہر دل جانتا تھا کہ

خلافت قائم رہے گی

اور خلیفہ منتخب ہوگا اور خلافت کی برکات ہم میں جاری و ساری رہیں گی۔

چند دن پہلے ہماری ایک احمدی بہن نے خواب دیکھی غالباً حضور رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو دن یا تین دن پہلے کی بات ہے۔ یعنی اس شام سے پہلی رات جب یہاں اجتماعی دعا ہوئی ہے اس بہن نے خواب یہ دیکھی کہ مسجد مبارک میں بہت سے احمدی جمع ہیں اور بڑی گریہ و زاری کیساتھ دعا کر رہے ہیں وہ کہتی ہے کہ جب میں نے مغرب کی طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ سینکڑوں ہزاروں فرشتے سفید لباس میں ملبوس بڑی تیزی کیساتھ دوڑتے چلے آ رہے ہیں اور وہ دعا کرنیوالے انسانوں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح اپنے رب کے حضور گریہ و زاری کے ساتھ دعائیں کرنے لگ گئے ہیں

اس دن تو ہم نے خیال کیا کہ اگر خدا چاہے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے تو وہ حضور کو صحت عطا کر سکتا ہے۔ وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے چنانچہ یہاں اجتماعی دعاؤں کا انتظام کیا گیا اور بڑی گریہ و زاری کے ساتھ دعا کی گئی۔

لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ جو نظارہ اس دن اسکو دکھایا گیا وہ اس اجتماعی دعا کے وقت کا نظارہ نہ تھا بلکہ

اس شام کا نظارہ

تھا (مغرب کے بعد) جب شام کو مجلس انتخاب کے ممبر مسجد مبارک کے اندر مشورہ کر رہے تھے۔ اور بوجہ ممبر ہونے کے میں اور خاندان کے بعض دوسرے افراد بھی اس میں شامل تھے لیکن خدا شاہد ہے کہ اس کارروائی کا بیسواں حصہ بھی میرے کان میں نہیں پڑا کیونکہ ہم لوگ پیچھے بیٹھے

یہ دعا کر رہے تھے کہ

اے خدا! جماعت کو مضبوط اور مستحکم رکھ اور خلافت کو قائم رکھ۔ اور دل میں یہ عہد کیا تھا کہ جو بھی خلیفہ منتخب ہوگا ہم اس سے کامل اتباع اور اطاعت کا حلف اٹھائیں گے اور جماعتی اتحاد اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر خوشی خوشی واپس جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہوا۔ اور ہمارا بوجھ ہلکا اور آرام کے ساتھ ہم اس سے سبکدوش ہو گئے۔

اس مسجد میں جو لوگ بھی اس اجلاس میں شامل تھے میرا یہی احساس تھا کہ ان میں سے کوئی شخص بھی وہ نہ رہا تھا جو پہلے تھا یعنی اسکے دماغ پر بھی

اللہ تعالیٰ کا تصرف

تھا اسکی زبان پر بھی خدا تعالیٰ کا تصرف تھا اور کوئی بحث ہوئی اور نہ ہی کوئی جھگڑا۔ سب ایک نتیجہ پر پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح یہ پیشگوئی پوری کی کہ یہ آخری ابتلاء ہے۔ دشمن اس قسم کی خوشی پھر نہ دیکھے گا۔

چنانچہ بعض

غیر مبائع اکابر

کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ یہی بات سچی ہے کہ خلافت کے بغیر جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ انتخاب خلافت کے متعلق اس قسم کے قواعد بنا جاتے جو خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت پر احسان کرتے ہوئے بنائے تو ۱۹۱۴ء والا تفرقہ پیدا ہی نہ ہوتا

تو حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو جو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ وہ

ایک زبردست پیشگوئی

تھی کہ ہم تجھے توفیق دیں گے کہ تم جماعت کی تربیت ایسے رنگ میں کر سکو کہ جب تمہیں ہمارا بلاوا آئے تو تمہیں یہ غم اور فکر نہ ہو کہ جب میں اس گھر میں داخل ہوا تھا تو اس وقت بھی ایک فتنہ تھا۔ اور جب میں اس گھر سے جا رہا ہوں تو اسوقت بھی ایک فتنہ چھوڑ کے جا رہا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ نے آپکو تسلی دی تھی کہ جب تم اس دنیا کو چھوڑ گے تو یہ فتنہ کبھی پیدا نہ ہوگا جس کو تم نے شروع میں دیکھا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں نے اپنا کام دکھایا

اور جماعت کو اس طرح متحد اور متفق کر دیا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مصرع کہا ہے۔

بر سینہ خدا کے دعا ہر دل بدل دیا

یہ وہ نظارہ تھا جو ہمیں اسوقت نظر آ رہا تھا۔ مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں میں بھی اور باہر بیٹھے لوگوں میں بھی۔ آزادی کی اپنی طبیعت اپنا خیال اپنی سوچ بچار اپنا فکر و تدبر ہوتا ہے لیکن وقت انتخاب وہ اپنا وجود کلیۃً کھو بیٹھے تھے اور کسی اور کی گرفت میں تھے اور وہی کچھ کر رہے تھے جو خدا اُن سے کروانا چاہتا تھا۔

تو اسطرح آپ ستون نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ سفارش کی کہ اس عاجز بندہ خاکسار نا مراد کو وہ اگر پسند کرے تو آپ کا ایک خادم بنا دے اور خدا تعالیٰ نے آپ کی

درخواست کو قبول کیا

اور مجھے آپ کا خادم بنا دیا۔

اس معنوں میں خادم کہ جس طرح باپ اپنے بچوں کی خدمت کرتا ہے یا جس طرح ماں اپنے بچوں کی خدمت کرتی ہے ایک ماں اپنے بچے کے گوہ کے پوتڑے بھی دھوتی ہے لیکن کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ وہ پوتڑا اور وہ حلال خور ہے ایک باپ اپنے بچے کو کندھے سے لگا کر جبکہ اسکے پیٹ میں تکلیف ہو ساری رات ٹہلتا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسے سکون حاصل ہو اور وہ آرام سے سو جائے لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک مزدور ہے۔

تو آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک باپ سے بڑھ کر مجھے آپکی خدمت کی توفیق دے ایک ماں سے بڑھ کر آپ کی

خدمت کرنے کی مجھے توفیق دے

وہ خدا تعالیٰ کی قسم میں آپ سے اسکے بدلہ میں کسی چیز کی توقع نہیں رکھتا وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جن دینی کاموں میں آپکا تعاون ضروری ہے ان کاموں میں آپ میرے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور اپنی دعاؤں میں ہمیشہ مجھے یاد رکھیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں گے کہ جب میں دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب کے حضور جاؤں تو وہ مجھ سے ناراض نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے کہ میں سرخرو ہو کر اسکے حضور پہنچوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں آپکے دکھوں اور تکلیفوں کو اپنی دعاؤں سے دور کر سکوں۔ میں تو انتخاب کے وقت سے ہی خاص طور پر یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا میری دعاؤں کو قبول کر۔

چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ میں ہزاروں ایسے ہونگے کہ چھوٹی یا بڑی تکلیف میں مجھے لکھیں گے اور کہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں تو میری دعا یہ ہے کہ ایسے مواقع پر میرا خدا مجھے شرمندہ نہ کرے۔ بلکہ اس ذمہ داری کے نبھانے کیلئے قبولیت دعا کی جو ضرورت ہے، وہ قبولیت دعا کا نشان مجھے عطا کرے اسلئے نہیں کہ میں اس ذریعہ سے دنیا کے مال و اسباب حاصل کرنا چاہتا ہوں بلکہ اسلئے کہ میں آپکے دکھوں، دردوں اور تکلیفوں کو دور کر سکوں اور آپ کی ترقیات کی جو خواہش میرے دل میں پیدا کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا سامان پیدا ہو جائیں۔ اور خدا کرے ہمارا یہ قافلہ محبت، پیار اور اتفاق کیساتھ دنیا کے تمام ملکوں میں دنیا کے تمام شہروں میں اور ان شہروں کے ہر گلی کوچہ میں بڑھتا چلا جائے۔

(الفضل ... ۱۹۶۵ء)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۷۴ ویں سالانہ کا انعقاد

(بقیہ صفحہ اول)

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

محترم صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر کے بعد سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو کہ حضور اقدس نے اس مقدس جلسہ کے لئے ارسال فرمایا ہے (یہ پیغام اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے) اس کے بعد محترم صاحب صدر نے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض سابقہ پیغامات میں سے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد ایک لمبی اور پرسوز دعا ہوئی۔ جس میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے اور امن عالم کے قیام کے لئے آستانہ الوہیت پر دعا کی گئی۔

اس کے بعد مکرم ملک ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روح پرور نظم نہایت خوش الحانی اور اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنائی۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

اسلام کی اخلاقی تعلیم

اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری مدیر اخبار بدر کی تھی۔ آپ نے اسلام کی اخلاقی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے سب سے پہلے اخلاق کے اصل معنے اور مفہوم بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ انسان کی دو قسم کی پیدائش ہوتی ہے ایک ظاہری پیدائش جسے خَلق اور دوسری باطنی پیدائش جسے خُلق کہتے ہیں ظاہری پیدائش اور جسمانی بناوٹ میں انسان کا اپنا کوئی دخل نہیں۔ لیکن اس کے برعکس باطنی پیدائش یعنی خُلق کے بنانے اور بگاڑنے کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو دیگر حیوانات کی نسبت موقعہ شناسی کا ملکہ زیادہ عطا فرمایا اور عقل سلیم سے نوازا ہے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس کا کامل نمونہ حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے [illegible] تعالےٰ نے [illegible] اللہ [illegible]

خلق عظیم فرمایا کی ہے۔ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد کی غرض و غایت ہی یہ بیان فرمائی ہے کہ بُعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں

اس کے بعد فاضل مقرر نے اسلام کی پیش کردہ اخلاقی تعلیمات کی وضاحت کرتے ہوئے انفرادی اخلاق۔ معاشرتی اخلاق اور لین دین کے معاملات میں اپنائے جانے والے اخلاق پر نہایت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں موجودہ بگڑی ہوئی معاشرت اور تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے اس میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے اسلام کی پیش کردہ اخلاقی تعلیم کو اپنانے کی ضرورت کی تشریح کی۔

ہستی باری تعالےٰ

دوسری تقریر محترم مولانا بی عبداللہ صاحب فاضل رئیس التبلیغ کیرالہ سٹیٹ کی مذکورہ بالا عنوان پر ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے آیت قرآنی اِنّ فی خلق السمٰوٰت والارض ...... سبحانک فقنا عذاب النار کی نہایت عالمانہ تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس عالم کائنات کے نظم ونسق پر طائرانہ نظر دوڑانے سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا کامل یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا انکار ایک غیر معقول بات ہے۔ کیونکہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ ہم لاکھوں اشیاء کا علم نہیں رکھتے لیکن اس بات کا ہم انکار نہیں کر سکتے کہ وہ اشیاء عالم وجود میں ہیں۔ ہر چیز کے معلوم کرنے کا طریق جُداگانہ ہے۔ کسی چیز کی ذات کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ مگر محسوس کر سکتے ہیں۔ ہر چیز کے لئے ایک ہیولیٰ اور صورت ہوتی ہے۔ اور ہم صرف صورت سے چیزوں کو پہچانتے ہیں اس کی ذات اور ہیولیٰ سے نہیں۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جب چیز کا کوئی شناخت ہو اور اس کی بناوٹ میں عقل و حکمت کارفرما ہو تو اس کے صانع کی طرف ہمارا ذہن جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس دلیل کو بار بار پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے متعدد آیات قرآنی پیش فرمائیں۔

آپ نے پیدائش انسانی کو خدا تعالےٰ کی ہستی کے بہترین ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون۔ فتعالی اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم اس آیت کریمہ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ انسان کی پیدائش کی غرض ایک ایسے وجود کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو مالک یوم الدین ہے۔

آپ نے دوران تقریر بتایا کہ ہم خدا تعالےٰ کو اس کی صفات کے ذریعہ پہچانتے ہیں۔ فاضل مقرر نے خدا کی صفات عالم الغیب۔ مجیب الدعوات۔ خالق۔ قدیر کی تشریح کرتے ہوئے ناقابل تردید انداز میں ہستی باری تعالےٰ کو پیش فرمایا۔

محترم مولانا صاحب کی اس عالمانہ تقریر کے بعد مکرم حافظ عبدالرحمن صاحب درویش نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی

سیرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے بعد محترمی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی ناظر دعوۃ وتبلیغ سٹیج پر تشریف لائے اور مذکورہ عنوان پر نہایت مبسوط اور دلپذیر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ ... انسان کے ہر لمحہ زندگی کے کامل اور اعلیٰ ترین نمونہ کی ضرورت تھی۔ یعنی انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لئے جیتے جاگتے نمونہ کی ضرورت تھی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہ حضرت رسول عربی محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ومطہر زندگی میں تمہارے لئے رہتی دنیا تک کامل نمونہ موجود ہے انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں اور اس کے مطابق انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی ان ہر دو پہلوؤں پر کامل روشنی ڈالنے والی ہے محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دور جوانی کا نہایت محبت بھرے انداز میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ نے نہایت سادہ اور معمولی دنیوی حیثیت سے جوانی کے دور میں قدم رکھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب آپؐ کے عقد زوجیت میں آئیں تو آپ کثیر مال و دولت کے مالک بن گئے۔ اگر آپ چاہتے تو اس مال و دولت سے فائدہ اٹھا کر مالی لحاظ سے اچھا مقام حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے تمام مال و متاع غرباء اور مساکین اور محتاجوں میں تقسیم فرما دیا اور اس طرح سادہ زندگی بسر کرنے لگے مخلوق کی ہمدردی کی خاطر اپنا راس المال بھی فی سبیل اللہ خرچ کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی زندگی کا مقصد ومطلوب دنیا حاصل کرنا نہ تھا بلکہ اس سے بہت بلند و بالا تھا جس کے لئے آپ نے دنیا کو وقف کر ڈالا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے نہایت ہی پیارے اور دلکش انداز میں حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ومطہر سیرت کے بعض ایمان افروز اور سبق آموز واقعات بیان فرمائے۔ (اس تقریر کا مکمل متن اخبار بدر کی آئندہ اشاعتوں میں آ جائے گا) حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس روح پرور خطاب کے بعد یہ اجلاس دو بجے بعد دوپہر نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

پہلے دن کا شبینہ اجلاس

جلسہ سالانہ کا پہلا شبینہ اجلاس ۸ بجے شب مسجد اقصیٰ میں محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور بہار کی زیر صدارت مکرم حکیم محمد سعید صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ محترم یونس احمد صاحب اسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

اس جلسہ کی پہلی تقریر

ذکرِ حبیب

کے موضوع پر مکرم ومحترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کی تھی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث میں سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے اس عظیم الشان ہستی کی پاک ومطہر زندگی کے بعض نہایت دلچسپ اور روح پرور واقعات پر روشنی

ڈالی جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل عشق۔ خادموں کی دلداری۔ منکسر المزاجی رحم دلی غرباء و مساکین کی خدمت پر مخنو رقیق القلبی۔ دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک اکرام ضیف وغیرہ سے تعلق رکھنے والے ایمان افروز واقعات سنائے جو کہ تمام سامعین کے لئے ازدیاد علم و ایمان کے باعث بنے۔

اس کے بعد مکرم میر احمد افضل صاحب حیدر آبادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک نظم جو کہ دعاؤں پر مشتمل ہے نہایت پُر درد انداز میں خوش الحانی سے سنائی۔ اس نظم کے ہر شعر پر آمین کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی۔

اسلام اور خدمتِ خلق

اس اجلاس کی آخری تقریر اسلام اور خدمتِ خلق کے موضوع پر خاکسار محمد عمر کی ہوئی۔ خاکسار نے اپنی تقریر کی بنیاد آیت قرآنی واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا .... ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً پر رکھی اور والدین۔ اقرباء۔ پڑوسی۔ یتامیٰ۔ مساکین صاحب جنب وغیرہ مخلوق خدا کے ساتھ خدمت کرنے کے حق میں قرآن کریم کی دیگر آیات احادیث اور اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ روشنی ڈالی (یہ تقریر انشاء اللہ مکمل صورت میں اخبار بدر میں آ جائے گی)

بعدہٗ مکرم عبد الغنی صاحب نے خلافت کے موضوع پر ایک بہترین نظم سنائی اور اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس

اس مقدس جلسہ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس ٹھیک ساڑھے دس بجے زیر صدارت محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد شروع ہوا مکرم حافظ اللہ دین صاحب درویش کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد رحمت اللہ صاحب عوزی یادگیری کی نظم کے بعد مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس نے انگریزی زبان میں ایک برجستہ تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ ایک صحیح مسلمان اوّل

تا آخر امن پسند اور سلامتی کا دلدادہ ہوتا ہے آج دنیا کے ہر کونے میں امن کی ضرورت کے لئے صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ امن عالم کے لئے اتحاد و اتفاق اور ہر قسم کے نسلی۔ لسانی اور فرقہ وارانہ امتیازات سے بیزاری کی ضرورت ہے اور اسلام نے اسی کی تعلیم دی ہے اس زمانہ میں شہزادۂ امن حضرت احمد علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف پیغام صلح کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتب کے حوالوں سے حکومتِ وقت کے ساتھ کامل وفاداری کا اور ہر قسم کی ملک دشمنی کارروائیوں سے اجتناب کرنے کی تعلیم کا ذکر کیا۔

اسلام اور امن عالم

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ کی بعنوان "اسلام اور امن عالم" تھی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں بتایا کہ آج تمام دنیا کے ممالک کی طرف سے امن و آشتی کا نعرہ بلند ہوتا ہے اور Live and let live جیو اور جینے دو کی صدا گونجتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی نظر آتا ہے کہ دنیا انسانیت کو تباہ و برباد کرنے کے لئے مختلف قسم کے ہتھیار تیار کرنے میں مصروف ہے۔ گویا دنیا کے اکثر ممالک ان ہتھیاروں کے ذریعہ تمام انسانیت کو ہمیشہ کے لئے امن کی دائمی نیند سلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ فاضل مقرر نے ویٹ نام روڈیشیا وغیرہ کے موجودہ خطرناک حالات کا اظہار کرتے ہوئے دعویداران امن کی اصل حقیقت بیان کی۔

اس کے بعد محترم مولوی صاحب نے امن عالم کے قیام کے لئے اسلام کی بتائی ہوئی تعلیمات کا نہایت احسن پیرائے میں ذکر فرمایا۔ اسلام اپنے نام سے ہی امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن۔ تم صحیح معنوں میں اسلام میں داخل ہو جاؤ اور تمہارا وجود دنیا میں امن قائم کرنے کا موجب ہو۔ اسلام صرف نظریاتی اور فلسفیانہ تعلیم پیش نہیں کرتا بلکہ وہ دنیا کے سامنے قابل عمل تعلیم پیش کرتا ہے اسلام کی امن پسندی کے تعلق سے مہاتما گاندھی جی جواہر لال نہرو اور جارج برنارڈ شا وغیرہ کی آراء کا ذکر

کرتے ہوئے آپ نے اس سلسلہ میں اسلام کی برتری ثابت فرمائی۔ فاضل مقرر نے اپنی عالمانہ اور ٹھوس تقریر میں امن عالم کے لئے قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصول تفصیل سے بیان فرمائے۔

جماعت احمدیہ اور حکومتِ وقت

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ کی تقریر ہوئی۔ آپ کی تقریر کا عنوان "جماعت احمدیہ حکومتِ وقت" تھا۔ آپ نے بتایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ اکمل ترین لائحہ عمل جو قرآن کریم کی صورت میں ہمیں ملا ہے وہ کسی خاص قطعہ زمین یا خاص قوم کے لئے مختص نہیں ہے اسی طرح بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا تعالیٰ نے تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم اہل اسلام کو حکومتِ وقت کے ساتھ کامل وفاداری اور ہر قسم کے تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام اور مسلمان کی تعریف اسی صورت میں اس پر صادق آسکتی ہے کہ اس کا وجود ملک اور قوم کے لئے اور معاشرہ کے لئے امن و سلامتی کا باعث بنے۔ آپ نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات کے اقتباسات سنا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے مندرجہ ذیل شعر کی وضاحت فرمائی ؎

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو

ان ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے پُر امن رویہ کا اظہار کرتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے اس سرکاری اطلاع کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جو بھارتی سفارت خانہ نے اپنے ہائی کمشنر مقیم پاکستان کو جماعت احمدیہ کے متعلق بھجوائی یعنی:۔

" قادیان کے احمدیوں کے سامنے ایک پروگرام ہے جس پر ان کی طاقتیں خرچ ہوتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ جسمانی طور پر ان کے اصول پرانے ہیں لیکن وہ جدید طریقوں کو بھی اپنائے ہوئے ہیں اور وہ قادیان میں پرانی یادگاروں کو اب بھی زندگی کے احساس سے دیکھتے ہیں۔ سب احمدی پُر جوش مبلغ ہیں سیاسی لحاظ سے قادیان کے احمدی خالص طور پر غیر جانبدار اور غیر فرقہ وارانہ ہیں۔ اور وہ ہر ایسی گورنمنٹ کی امداد اور اس سے تعاون کرتے ہیں جس کے وہ ماتحت ہیں"

آپ نے اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی پڑھ کر سنایا "ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں جس حکومت میں بھی کوئی شخص رہے اس حکومت کا اسے وفادار رہنا چاہیئے۔ یہ خیال کرنا کہ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کی اپنی اپنی حکومت سے وفاداری صرف اس وقت تک ہوگی جب تک امام جماعت احمدیہ ان کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اول درجہ کی حماقت اور بے وقوفی ہے"۔ اس کے بعد مکرم مظہر احمد صاحب بانی کلکتہ نے ایک نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی۔

ریزولیشن

محترم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے حکومتِ وقت کے ساتھ کامل وفاداری اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلانے کے بارہ میں ایک ریزولیشن جلسہ میں پیش فرمایا۔ اس ریزولیشن کی مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ۔ محترم حضرت ناظر صاحب اعلیٰ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج اڑیسہ و مغربی بنگال۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سکندر آباد و حیدر آباد۔ مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس۔ مکرم مولوی بی عبد اللہ صاحب مبلغ مالابار کیرالہ۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر۔ مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بہار۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی و یو پی۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے صوبہ جموں۔ مکرم مولوی حمید اللہ صاحب مبلغ بمبئی۔ مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ کشمیر۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ اور مکرم مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فانی مرشد آباد بنگال نے مندرجہ ذیل جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے تائید فرمائی۔ جماعت ہائے احمدیہ کلکتہ قادیان بنگال و اڑیسہ آندھرا پردیش۔ مدراس۔ کیرالہ۔ میسور اسٹیٹ۔ بہار۔ دہلی یو۔ پی۔ جموں۔ بمبئی۔ کشمیر۔

اس تائید کے بعد متفقہ طور پر یہ ریزولیشن پاس ہوا۔ اور یہ طے پایا کہ اسے اخبارات اور حکومت صوبہ پنجاب کے عہدیداروں کو بھجوا دیا جائے۔

اسلام اور مسلمانوں کے متعلق موجودہ دور کی غلط فہمیوں کا ازالہ

اس جلسہ کی تیسری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج بمبئی کی ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ اسلام اور مسلمانوں کے

متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ موجودہ دور کے اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ آفتاب اسلام کو طلوع ہوئے ۱۴۰۰ سال گذر رہے ہیں لیکن موجودہ دور یعنی پندرھویں صدی عیسوی سے پہلے ہم کو کوئی ایسی قابل ذکر جماعت نظر نہیں آتی جس نے اسلامی عقائد و تعلیمات کے خلاف کوئی متوجہ قائم کیا ہو بلکہ تاریخ گواہ شہادت ہے کہ ظہور اسلام کے بعد ایک ہزار سال تک دنیا کی قومیں آفتاب اسلام کی روشنی سے پیاسی کو منور کرتی رہیں لیکن ایک عہد اسلام کو مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا سامنا کرنا پڑا ان غلط معترضین نے مختلف تاریخی شواہد کے ذریعہ اسلام کے متعلق کیے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب دیا۔ (آئندہ اشاعت میں یہ تقریر بھی انشاء اللہ بجنسہٖ آجائے گی)

اس تقریر کے بعد مکرم سید فضل احمد صاحب بہار نے انگریزی زبان میں اسلام اور امن عالم کے موضوع پر ایک بحث اور معلومات سے پُر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کا تذکرہ فرمایا۔

دوسرے دن کا شبینہ اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا شبینہ اجلاس مسجد اقصیٰ میں رات کے ٹھیک ۸ بجے زیر صدارت مولوی محمد سلیمان صاحب صوبائی امیر بہار منعقد ہوا۔ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد ظہور الدین صاحب حیدرآبادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی ؎

کرو جان قربان راہ ہدیٰ میں
بڑھاؤ قدم تم طریق وفا میں

اس اجلاس کی پہلی تقریر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی و یو۔پی کی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی تحریکات کے عنوان سے ایک پُرجوش اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرنا ہے۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے دوری اختیار کر لی تھی۔ آپ نے آیت قرآنی یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ ...... کی تشریح کرتے ہوئے اس کی روشنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ اموال اور نفوس کی قربانی کا ذکر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اموال میں سے کم از کم دسواں حصہ دینے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ نفوس کی قربانی سے مراد نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونا ہے۔ آپ نے نہایت پُر اثر انداز میں تحریک جدید اور اس کی کامیابیوں اور اسی طرح تحریک وقف جدید کا ذکر فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنہ ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ والی تقریر کا مندرجہ ذیل اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جس کے ہر فقرہ پر تمام مسجد نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی "اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو۔ ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور ... کانپ اُٹھیں۔ تاکہ ہماری دردناک آوازیں اور ہمارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونا ہے۔"

اس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب ربانی نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ایک پُردرد نظم رقت آمیز انداز میں پڑھ کر سنائی۔

احباب جماعت کی ذمہ داریاں

محترم مولانا ابی عبد اللہ صاحب فاضل مالاباری نے مذکورہ عنوان پر نہایت عالمانہ انداز میں تقریر فرمائی۔ آپ نے جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لیس الجماعۃ الا بامام کے مطابق ہم اسی وقت جماعت کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں جبکہ ہم ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت اپنی زندگیاں وقف کرنے والے بنیں احمدیت اسلام کا ایک مترادف لفظ ہے احمدیوں کی صحیح ذمہ داری وہی ہے جو ایک صحیح مسلمان کی ہے آپ نے بتایا کہ انسان دنیا میں آزاد پیدا ہوا ہے۔ ہاں جب اس کا قدم انسانیت سے نکل کر حیوانیت کی طرف اُٹھنے لگ جاتا ہے تو اُس وقت وہ آزادی کی طرف بلکہ مادر پدر آزادی کی طرف قدم مارنے لگ جاتا ہے۔ لیکن جتنی جتنی اُس پر ذمہ داریاں عائد ہوتی جاتی ہیں وہ آزادی سے محروم ہونے لگتا ہے۔ احمدیوں کی ذمہ داری بہت بڑی ہے، اُنہوں نے تمام عالم میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کرنا ہے۔ یہ خیال کرنا کہ تبلیغ کرنا صرف مبلغین کا کام ہے درست نہیں۔ ہر ایک احمدی مبلغ ہے۔ اور اُٹھتے بیٹھتے تبلیغ کرنا اُس کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ اصل تبلیغ ہماری عملی زندگی ہے۔ ہزار ہا دلائل سے بڑھ کر اس کا اثر ہوتا ہے۔ احمدیت صرف حضرت عیسیٰ کی وفات یا ختم نبوت کے معنے کی تشریح کا نام نہیں بلکہ یہ سب احمدیت کے نصب العین کے راستہ میں آنے والی رکاوٹیں ہیں۔ اصل چیز تمام دنیا کے اکناف و اطراف میں دیگر ادیان پر اسلام کو غلبہ دلانا ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیم کے تین حصے یعنی ایمان، اعمال صالحہ (عبادات) اور اخلاق فاضلہ کی تشریح کرتے ہوئے احمدیوں کو ان تینوں کے اپنانے کی نصیحت فرمائی۔

اس کے بعد مکرم میر احمد افضل صاحب حیدرآبادی نے بعض احباب کے اصرار پر حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار جو کل کے اجلاس میں سنائے گئے تھے نہایت خوش الحانی اور رقت آمیز لہجہ میں پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد دس بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن

پہلا اجلاس۔ یہ اجلاس زیر صدارت محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ خاکسار محمد عمر کی تلاوت قرآن کریم کے بعد عزیزم عبد الکریم صاحب ملکانہ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک نظم

خوش نصیب کہ تم قادیان میں رہتے ہو
دیار مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی و یو۔پی کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ آپ نے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں ہر طرف دہریت اور مادہ پرستی کا دور ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور صرف ایک نظریاتی فلسفیانہ ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ نے موجودہ زمانہ کی ضلالت اور خطرناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے ایک موعود امام عالم اور مصلح کل کی آمد کے بارے میں مختلف پیشوایان مذاہب کی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی صداقت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں آپ نے آیت قرآنی عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کا ذکر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ ... کی نیست و نابود کرنے کے لئے مخالفوں کی کوششوں اور اس کے مقابل پر آپ کے مشن کی عظیم الشان کامیابیوں کو نہایت پیارے انداز میں بیان فرمایا اور اس طرح آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت احسن پیرایہ میں ثابت کی۔

مکرم نثار احمد صاحب بنگلوری کی نظم کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج مبلغ بمبئی کی تقریر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں جب ہمارا پیارا وطن محبوب ملک جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکا ہے ہمارے جوان میدان جنگ میں جوہر شجاعت دکھا چکے ہیں۔ قومی و ملکی اتحاد و یکجہتی کی از حد ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے تاریخی حوالہ جات سے بیان کیا کہ اسلامی حکومتیں ملک کو اتحاد و یکجہتی کے نظم میں منسلک و مستحکم بنانے کے لئے کیا کیا کرتی رہی ہیں۔ قوم اور معاشرے میں امن و امان اور یکجہتی قائم کرنے کے لئے اسلام جو ذرائع پیش کرتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد۔ آپ کی کوششیں اور خصوصاً پیغام صلح کا ذکر کیا (یہ مضمون انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں تفصیل سے شائع ہوگا)

اس معلومات سے پُر اور دلچسپ تقریر کے بعد مکرم منصور احمد صاحب حیدرآبادی نے قادیان کی یاد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

اس کے بعد محترم صاحب صدر سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ۱۹۱۸ء میں یہ توفیق عطا فرمائی تھی کہ میں احمدیت کی غلامی میں آجاؤں۔ اُس وقت سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ خصوصاً درثمین ہمیشہ میرے زیر مطالعہ رہی ہے۔ اس کا مندرجہ ذیل شعر میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اسلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مامور من اللہ تھے اور اس زمانہ میں بطور مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے۔ اس صورت میں مذکورہ شعر کا مفہوم میری سمجھ سے بالا تھا لیکن اس وقت مجھے اس کی یہ تفہیم ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبعین کو خواہ وہ کتنے بھی نالائق کیوں نہ ہوں اپنی درگاہ میں جگہ دیتا ہے۔ چنانچہ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے اس پاک و مقدس جلسہ کی صدارت دے کر اس بات کی تصدیق فرمائی ہے

محترم سیٹھ صاحب کے اس خطاب کے بعد

مکرم مولانا شریف احمد صاحب فاضل امینی نے

فلسفہ و احکام شریعت

کے عنوان سے ایک تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ارکانِ اسلام کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہونے والے فوائد کا نہایت دلنشین انداز میں ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کے دین و دنیا کو سنوارتا اور اس کے مقصد تخلیق یعنی عبادت کی تکمیل کراتا ہے۔ اور اسے عرفانِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ صرف شریعت ہی نازل نہیں فرماتا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کی حکمت و فلسفہ بھی بیان فرماتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ارکان اسلام کا تجزیہ کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک رکن کی حکمت اور فلسفہ بیان کیا۔ آپ نے رکن اول کلمہ طیبہ کی حکمت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ توحید الٰہی مذہب کا نقطۂ مرکزی ہے۔ اور رسالتِ محمدیہ خدا تعالیٰ کے وجود کو دنیا میں ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے اس کے بعد آپ نے رکن دوم اقامت صلوٰۃ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی اہمیت اور فوائد کی تشریح فرمائی۔ اثنائے ضمن میں وضو کی حکمت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حواس خمسہ کے مقامات کو دھونا خیالات میں یکسوئی پیدا کرتا اور اس طرح عبادت الٰہی کی طرف دل مائل ہوتا ہے۔ علم الاعصاب بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

اسی طرح آپ نے روزہ۔ حج بیت اللہ شریف کے کوائف وغیرہ کی نہایت جامع اور اجمالی رنگ میں حکمت بیان فرمائی۔ اس کے بعد مکرم مولوی صاحب موصوف نے بعض اعلانات کئے۔ جن میں مرکز احمدیت سے نکلنے والے اخبار بدر کی اشاعت کے سلسلہ میں تحریک فرمائی۔ اور تحریک کے ساتھ ہی مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے ایک سو پرچوں کی قیمت دینے کا اعلان فرمایا۔ اس وقت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کی طرف سے ۲۶ اور جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی طرف سے ۲۵۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کانپور کی طرف سے ۱۰۔ مکرم سیٹھ سید محمد صاحب جنرل سیکرٹری حیدرآباد کی طرف سے ۱۵۔ اور مکرم احمد حسین صاحب ناظم ضیاء نمبر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ۵۔ مکرم شیخ مبشر احمد صاحب لکھنؤ کی طرف سے ۵۔ مکرم بی ایم بشیر احمد صاحب کی طرف سے ۵ اور مکرم عبد الواحد صاحب انصاری کی طرف سے ۵ پرچوں کا خریداری کا اعلان ہوا۔

بعدہ محترم حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل نے تمام عہدیداران حکومت۔ مقررین مبلغین۔ زائرین و منتظمین وغیرہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد صاحب صدر کی طرف سے جلسہ کی کارروائی کے اختتام کا اعلان ہوا۔

آخری اجلاس

جلسہ سالانہ کے آخری روز کا آخری شعبۂ اجلاس زیر صدارت مکرم محترم مولانا بی عبد اللہ صاحب فاضل مالاباری مبلغ انچارج کیرلہ اسٹیٹ منعقد ہوا۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل ایل۔ بی حیدرآباد کی تلاوت۔ قرآن کریم کے بعد مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ ذیل نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی۔

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

اس کے بعد سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی سٹیج پر تشریف لے آئے اور اپنے زریں خطاب سے نوازا۔

دوستوں سے کچھ باتیں

آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ جو لوگ آپ کے اردگرد جمع ہیں جس طرح ایک شمع کے گرد پروانے جمع ہو جاتے ہیں اور یہ جان تک دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ یہ جذبہ و احساس اور محبت و عشق ایک انسان دوسرے انسان کے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں میں ایسی محبت اور عشق ڈال دیتا ہے کہ اس وجہ سے وہ اپنی محبوب ترین چیز کو بھی قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل تھے کے متبعین میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور انہوں نے دوسرے تمام تعلقات اور رشتہ داری سے احمدیت کے رشتہ کو فوقیت دی۔ جب تک یہ جذبہ رہے گا احمدیت کی ترقی ہوگی۔

آپ نے نہایت درد مندانہ لہجہ میں فرمایا کہ ایمان صرف اس بات کا نام نہیں کہ فرض نماز پڑھ لی جائے یا صرف زکوٰۃ یا روزہ کی پابندی کر لی بلکہ ایمان کے مختلف شعبے ہیں اور وہی مومن کہلانے کا مستحق ہوگا جو تمام شعبوں پر عمل پیرا ہو جائے۔

آپ نے نہایت موثر اور رقت آمیز انداز میں فرمایا کہ تمام احمدی آپس میں محبت و اخوت اور انتہائی خلوص سے زندگی بسر کریں۔ ایسے مواقع پر جبکہ جذبات نازک صورت اختیار کر جاتے ہیں چاہیئے کہ اپنے تمام باہمی اختلافات۔ اگر کچھ ہوں دور کر دیں اور آپس میں صلح و صفائی کا بہترین نمونہ پیش کریں۔ اپنے بھائی کے قصور معاف کریں اور ان کی عیب چینی سے اجتناب کریں۔ اور ان کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کریں۔ خدا کی خاطر اور محض خدا کی خاطر اپنے بھائیوں کے قصور معاف کرو۔ اور احساس کا یقین کرو کہ جس طرح تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ہو اسی طرح تمہارے وہ بھائی بھی جن کے ساتھ تمہارے اختلاف ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے ہیں۔

آپ کا یہ درد انگیز اور رقت آمیز خطاب یقیناً ہر مخلص احمدی کے دل کی گہرائیوں میں گھر کر گیا۔

اس کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے بعض تحریکات فرمائیں۔ سب سے پہلے آپ نے مدرسہ احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اس مدرسہ میں اپنے بچوں اور عزیزوں کو داخل کرنے کی تحریک فرمائی اور یہ بھی تحریک فرمائی کہ مستطیع احباب اپنی طرف سے وظائف مقرر فرمائیں تاکہ ذہین و فہیم بچے جو کہ غریب ہوں ان وظائف سے فائدہ اٹھا سکیں

اور اس تحریک پر ایک مخلص دوست نے مستقل طور پر تین وظائف ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اس سے قبل بھی تین وظائف ادا کرنے کی ذمہ داری لی ہوئی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمارت کی خستہ حالت کا ذکر فرماتے ہوئے اس کی از سر نو تعمیر کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر مذکورہ دوست نے ہی لبیک کہتے ہوئے فرمایا کہ لنگرخانہ کی شاندار عمارت تعمیر کی جائے۔ اس کے تمام اخراجات میں دوں گا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کو بعض ایسے وجود عطا فرمائے ہیں جو سلسلہ کے لئے بے دریغ قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے کلکتہ کے ایک دوست کا ذکر فرمایا کہ حضور اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کے پیش نظر انہوں نے یہ انتظام فرمایا کہ ان کی طرف سے روزانہ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا جاتا تھا اور یہ انتظام حضرت اقدس رضی اللہ عنہ کی وفات تک جاری رہا۔

اس کے بعد نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے شائع شدہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کو زیادہ سے زیادہ خریدنے کی تحریک فرمائی۔ یہ ترجمۃ القرآن خلافتِ ثالثہ کے دور میں مرکز قادیان کی طرف سے پہلی پیشکش ہے

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی علالت سے لے کر تدفین تک کی تفصیل سنائی نیز روئیداد مجلس انتخاب خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تقریر۔ اور آپ کا پہلا خطبہ جمعہ وغیرہ سنائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(یہ تمام تفصیلات انشاء اللہ بدر میں آ رہی ہیں)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ روح پرور تقریر ۲ گھنٹے تک جاری رہی۔ اس کے بعد محترم مولوی بی عبد اللہ صاحب فاضل صدر اجلاس نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک کو صمیم قلب سے خلافت سے وابستگی اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپ نے نظام سلسلہ کے ساتھ کامل ربط پیدا کرنے پر زور دیا۔

اس کے بعد محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے وہ تمام درخواستہائے دعا پڑھ کر سنائیں جو دنیا کے مختلف اطراف و اکناف سے اور خصوصاً ہندوستان کی مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول ہوئی تھیں۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے لئے اور حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل کے لئے تمام صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان کے لئے دعا کی درخواست کی۔

بعدہٗ محترم حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے اپنی اختتامی تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے اعمال صالحہ بجا لانے اور نیک نمونہ بننے پر زور دیا۔ اس ضمن میں آپ نے جماعت احمدیہ کی غیر معمولی تائیدات الٰہی کے بعض روح پرور واقعات سنائے جو کہ ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے ایک لمبی اور پر سوز اجتماعی دعا کروائی اور اس جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس کی کارروائی رات کے ۳۰-۱۱ بجے نہایت خیر و خوبی اور کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ خوشخط اور نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں تاکہ تعمیل میں دیری نہ ہو۔ (منیجر بدر)

اسلام اور خدمتِ خلق

(تقریر بر جلسہ سالانہ)

از محترم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

(قسط اوّل)

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئاً و بالوالدین
احساناً و بذی القربیٰ
والیتامیٰ والمساکین و
الجار ذی القربیٰ و
الجار الجنب والصاحب
بالجنب وابن السبیل
وما ملکت ایمانکم
اِن اللہ لا یحب من
کان مختالاً فخوراً

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خدا تعالےٰ نے انسان کو اپنی دیگر مخلوقات کی نسبت عظیم الشان رتبہ سے سرفراز فرمایا ہے اور اُسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے۔ اور فرمایا ولقد کرّمنا بنی آدم وحملناھم فی البرّ والبحر ورزقناھم من الطیّبٰت وفضّلناھم علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلا یعنی ہم نے بنی آدم کو بہت شرف بخشا ہے۔ اور اُن کے لئے خشکی اور تری میں سواری کا سامان پیدا کیا ہے اور اُنہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے اکثر میں سے کثیر حصہ پر ہم نے بنی آدم کو فضیلت دی ہے" (بنی اسرائیل ع۷)

یہ فضیلت جو عطا فرمائی گئی ہے اس کی وجہ اس کی پیدائش کی غرض سے واضح ہو جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس اِلّا لیعبدون یعنی میں نے انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے انسان کی پیدائش کی غرض یعنی عبادت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد شامل ہیں یعنی ایک طرف انسان پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کے ساتھ ربط پیدا کرے تو دوسری طرف اُسے اس بات کا بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ خدا کی دیگر مخلوقات کے حقوق بھی ادا کرے اور ان کی خدمت کیا کرے۔ گویا کہ ہماری عبادت اُس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جا سکتی اور ہم اپنی پیدائش کی غرض اُس وقت تک پوری کرنے والے نہیں بن سکتے جب تک کہ اُس کے بندوں کی خدمت اور غمخواری میں اپنی زندگی وقف نہ کر دیں۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی خیرخواہی اور خدمت کے بغیر انسان صحیح معنوں میں نہ تو مقامِ انسانیت پر فائز ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس امانت کو ادا کرنے والا قرار دیا جا سکتا ہے جس کے اُٹھانے سے زمین و آسمان نے انکار کیا تھا۔

حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک و مطہر زندگی کے ذریعہ عبادت کا صحیح مفہوم ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور آپ کے وجود سے انسانیت کا جو کامل نمونہ منصّۂ شہود پر آیا اس کی شہادت خدا تعالےٰ نے اس طرح دی کہ فرمایا ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارے لئے رہتی دنیا تک حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ اگر تم حقوق اللہ کا اعلیٰ نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو محسنِ اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔ اور اگر تم شفقت علیٰ خلق اللہ اور خدمتِ خلق کا کامل سبق لینا چاہتے ہو تو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف آپ نے فنا فی اللہ ہونے کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا ہے۔ تو دوسری طرف حقوق اللہ کی بجاآوری کی خاطر یعنی خدمتِ خلق اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی خاطر آپ نے اپنی تمام زندگی وقف کر ڈالی حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کو یہ کہنا پڑا کہ لعلک باخعٌ نفسک علیٰ آثارھم اے محمد تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا خدمتِ خلق کی خاطر اپنے وجود ہی کو ہلاک کر دو گے؟

گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خالق و مالک خدا اور اسکی مخلوقات سے ایسا کامل تعلق ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں اور آپ نے دونوں طرف حقوق کو ایسے احسن رنگ میں ادا فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو خالق و مخلوق کے درمیان شفیع قرار دیا اور فرمایا کہ دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی آپ کا وجود ایک ایسا وتر ہے جس نے دونوں قوسوں کو ملا دیا اور خالق و مخلوق کے درمیان برزخ کے طور پر واقع ہے۔

ایسی عظیم الشان ہستی نے انسان کو انسانیت کے اعلےٰ مقام تک فائز کرانے کے لئے جو تعلیم دنیا کے سامنے رکھی ہے وہ قرآن کریم کی صورت میں اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی شکل میں صحابہ کرامؓ کی پاک و مطہر اور ایثار و قربانی پر مشتمل حیاتِ طیبہ کے روپ میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

علاوہ ازیں جب مرورِ زمانہ کے باعث ہم ان تعلیمات کو بھولنے لگ جاتے ہیں۔ اور محبتِ خدا اور خدمتِ خلق میں کوتاہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو ہمیں اس تعلیم سے از سرِ نو واقف کرانے کے لئے خدا تعالےٰ نے مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے ایک مجدد اعظم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اپنی آمد کی غرض ایک فارسی نظم میں یوں بیان فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے

میری زندگی کا مقصد اور مطلوب اور میری تمنا صرف خدمتِ خلق ہی ہے۔ اور یہی ہمارا نصب العین ہے۔ اس وعظ و نصیحت کے کوچہ میں میں نے از خود قدم نہیں رکھا بلکہ خلقِ خدا کی ہمدردی مجھے زبردستی اس کوچہ میں لے آئی ہے صرف زبان سے مخلوقِ خدا کی ہمدردی کا اظہار کرنا کوئی کام نہیں۔ میری حالت تو یہ ہے کہ اگر اس راہ میں سو جانیں بھی قربان کر دوں تب بھی معذرت ہی کروں کہ ابھی میں کچھ نہ کر سکا"

اسی مقصد کی تکمیل کی خاطر آپ نے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور اس جماعت میں شمولیت کے لئے جو شرائط آپ کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں ان میں سے ایک خدمتِ خلق بھی ہے۔ چنانچہ ہر ایک بیعت کنندہ کو یہ عہد کرنا پڑتا ہے کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دوں گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح اور عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہوں گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤں گا۔"

یہ وہ عہدِ بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی حکم کے ماتحت مقرر فرمایا اور جس کے بغیر کوئی احمدی سچا احمدی نہیں سمجھا جا سکتا۔

اسلام نے خدمتِ خلق کے لئے اتنا بڑا اور وسیع دائرہ ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا نچوڑ صرف معرفتِ الٰہی اور خدمتِ خلق ہے جس آیت کریمہ کی میں نے ابتداء میں تلاوت کی ہے اس میں خدمتِ خلق کی تمام شقوں کو یکجا کر کے نہایت جامع اور اجمالی رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئاً و بالوالدین
احساناً و بذی القربیٰ
والیتامیٰ والمساکین و
الجار ذی القربیٰ والجار
الجنب والصاحب بالجنب
وابن السبیل وما ملکت ایمانکم
اِن اللہ لا یحب من کان
مختالاً فخوراً (نساء ع۶)

یعنی تم خدا کی پرستش کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور ان سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور ایسے ہمسایوں سے بھی جو خواہ قرابت والے ہوں یا محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیقوں سے بھی جو کسی کام میں شریک ہوں اور اُن لوگوں سے بھی جو مسافر ہوں اور ان تمام جانداروں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ بہرحال سب کے لئے احسان کا سلوک کرو۔ خدا تعالےٰ ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔

اس آیۃ کریمہ میں خدا تعالےٰ نے مخلوق کے مختلف دائرے بنا کر ان سب پر احسان . . . . . . کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ لفظ احسان ایک بہت بڑا اور وسیع مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے چنانچہ دربارِ نبوی میں ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور احسان کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنی احسان اس چیز کا نام ہے کہ تو اپنے رب کی اس رنگ میں عبادت کرے کہ گویا تو خود خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہوتا ہے لیکن اگر تو خدا تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکتا تو کم از کم یہ یقین ضرور کرے کہ خدا تعالےٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس فرمانِ نبوی میں احسان کی یہ پُر حکمت تشریح کی گئی ہے کہ انسان کو خدا تعالےٰ

کی عبادت اور خدمتِ خلق محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضامندی کی خاطر کرنی چاہیئے جس میں کسی قسم کی خود غرضی اور ریاکاری وغیرہ نہ ہو۔ اور نیت نیک اور پاک ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما الاعمال بالنیات یعنی تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان نیک نیتی سے احسان کرتا ہے تو وہ صحیح معنوں میں عبادت الٰہی اور خدمت خلق متصور کیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ کہ تم نیکی اور احسان کر کے جتلا کر اور ایذا رسانی سے اُسے باطل کرنے کی کوشش مت کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیکی کر کے احسان جتلانا اور ایذا پہنچانا صدقات کے لئے بطور حربہ کے ہیں جو خدمت خلق کے کام کو ہلکا جانتا ہے

اور فرمایا کہ خدمتِ خلق میں ریاکاری اور نمائش سے بھی اپنے تئیں بچانا چاہیئے ویل للمصلّین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون۔ یعنی ریاکار نماز کی خاطر عبادت الٰہی کرنے والوں اور معمولی معمولی چیزوں سے لوگوں کو محروم کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔ اور اُن کی یہ عبادتیں اور خدمات قابل قبول نہیں ہوتیں۔ یہ تمام امور ہمیں بتاتے ہیں کہ احسان محض لوجہ اللہ کرنا چاہیئے۔ جس کے پس پردہ کسی قسم کی خود غرضی مطلب پرستی اور بدنیتی کار فرما نہ ہو۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر عبادت الٰہی کی تلقین کے ساتھ ہی ساتھ خدمت خلق کے سلسلہ میں ہدایات دیں اور اس ضمن میں پہلا درجہ والدین کا بتایا ہے۔ مثلاً فرمایا قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئا وبالوالدین احسانا۔ یعنی آپ دنیا کو بتا دیں کہ آؤ میں اُن امور کی نشاندہی کروں جس کو خدا تعالیٰ نے تم پر حرام قرار دیا ہے۔ یعنی تم خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور اس کے بعد اپنے والدین پر احسان کا سلوک کیا کرو۔ اسی طرح فرمایا وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اُفٍ ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (بنی اسرائیل)

یعنی تیرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ تم فقط میری ہی پرستش کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم پر لازم ہے کہ تو اُن کی نسبت کوئی بیزارگی کا لفظ ہرگز منہ پر مت لا۔ اور اُن کو مت جھڑک۔ اور سخت لفظ مت بول اور جب تو اُن سے بات کرے تو تعظیم اور ادب سے کر۔ اور مہربانی کی راہ سے اُن دونوں کے آگے اپنے بازو جھکا دے اور دعا کرتا رہ کہ اے پروردگار تو ان دونوں پر رحم کر۔ جیسا کہ انہوں نے بچپن کے زمانہ میں رحم کر کے میری پرورش کی ہے۔

غرض قرآن کریم میں ایسی کئی آیتیں ہیں جن میں عبادت الٰہی کے بعد والدین کی خدمت کو مقدم کیا گیا ہے حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سلسلہ میں بار بار تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ والدین کی خدمت میں کوتاہی کرنا کبیرہ گناہ میں شامل ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس (بخاری) یعنی کبیرہ گناہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا کسی بے گناہ جان کا قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ اس حدیث میں حضرت رسول مقبول صلعم نے والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت میں کوتاہی کرنے کو شرک کے مساوی قرار دیا ہے۔

والدین کے بعد خدمتِ خلق کا دوسرا محل جیسا کہ اس آیۃ کریمہ میں بتایا گیا ہے ذوی القربیٰ ہے۔ اس میں اہل و عیال بھائی بہن اور قریب و دور کے تمام رشتہ دار شامل ہیں۔ اس ضمن میں حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی ارشادات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ دینار انفقتہ فی سبیل اللہ و دینار انفقتہ فی رقبۃ و دینار تصدقت بہٖ علی مسکین و دینار انفقتہ علیٰ اھلک اعظمھا اجرا الذی انفقتہ علیٰ اھلک۔ یعنی جو دینار خدا تعالیٰ کی راہ میں اور غلام کو آزاد کرانے میں اور غریب و مساکین پر خرچ کرتے ہو ان سب دیناروں سے بہتر وہ ہیں جو کہ تم اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرتے ہو جبکہ وہ محتاج ہوں۔

اس حدیث میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل و عیال اور دیگر رشتہ داروں کی پرورش اور اُن کی خدمت کو بجا آوری کو دیگر صدقات پر ترجیح دی ہے اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ صدقہ و خیرات کا اولین مستحق اپنے قریب رشتہ داروں کو قرار دیا ہے نیز اس ارشاد نبوی کے ذریعہ کہ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الیٰ عیالہٖ یعنی خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کے عیال ہیں۔ اور ان مخلوقات میں سے خدا تعالیٰ کے وہ لوگ محبوب ہیں جو اپنے اہل و عیال پر احسان کرتے ہیں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہمارے سامنے رکھا ہے

مذکورہ آیۃ کریمہ میں والدین اور رشتہ داروں پر احسان کرنے کے بعد یتامیٰ و مساکین کی خبر گیری اور اُن کی خدمات کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم نے بے شمار جگہوں پر نہ صرف یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری اور اُن کی مدد و نصرت کی تلقین فرمائی ہے بلکہ زکوٰۃ صدقہ و خیرات پر پابندی کے عمل پیرا ہونے کا بھی حکم صادر فرمایا ہے۔ اسلام نے ہر مسلمان کو پابند کیا ہے اور اُس پر یہ فرض عائد کر دیا ہے کہ جب بھی وہ صاحب نصاب ہو جائے اپنے اموال میں سے ۲½ فیصد غرباء اور مستحقین میں تقسیم کرے اور اس طرح صحیح معنوں میں ان کی پرورش کا انتظام کیا جائے۔

اس سلسلہ میں بعض آیات کریمہ قابل غور ہیں۔ فرمایا:-

وما ادراک ما العقبۃ۔ فک رقبۃ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ (البلد)

یعنی کیا تم جانتے ہو کہ روحانی ترقیات کے کیا ذرائع ہیں۔ نیز ہیں وہ یہ ہیں کہ غلام کو آزاد کرانا۔ بھوک کے دن کھانا کھلانا اور یتیموں کو جو قرابتی ہوں یا مسکین کو جو زمین پر گرا ہوا ہو۔ یعنی بے یار و مددگار جسے گری ہوئی حالت سے اُٹھانے والا کوئی نہ ہو۔ یعنی روحانی ترقی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب انسان دنیا سے غلامی کو مٹا دے یا دنیا سے غربت کو دور کرے اور اس طرح یتیموں اور مسکینوں کا انتظام کرے

(۲) اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے

کلا بل لا تکرمون الیتیم ولا تحاضون علیٰ طعام المسکین و تاکلون التراث اکلا لما و تحبون المال حبا جما (فجر) یعنی تم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب اُس وقت نازل ہوتا ہے جبکہ تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے اور اُن کی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے وراثۃ کا مال مستحقین کو نہ دے کر سب کے سب خویش و عشرت میں اُڑا جاتے ہو اور مال سے بے انتہاء محبت کرتے ہو فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر یعنی تو یتیموں کے احساسات کو مجروح نہ کر یعنی اُن کی حالت ایسی نہ ہو کہ وہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کے صدقوں پر پل رہے ہیں جس سے اُن کی ہمتیں پست ہو جائیں بلکہ اُن کو اپنے عزیزوں کی طرح پرورش کر تاکہ یتیموں کے احساسات کو کبھی صدمہ نہ پہنچے بلکہ وہ ہمیشہ مہذب بنتے رہیں۔ اسی طرح جو سوالی بن کر آتا ہے اُسے کبھی مت جھڑک۔

علاوہ ازیں خدا تعالیٰ نے یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری نہ کرنے والوں کو دین کو جھٹلانے والے قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علیٰ طعام المسکین۔ یعنی اے مخاطب! تو نے اُس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے وہی ہے جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کو کبھی ترغیب نہیں دیتا۔

ان تمام آیات کریمہ میں خدا تعالیٰ نے یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں اور محتاجوں کی خدمت کرنے کا تاکیدی حکم صادر فرمایا ہے حضرت رسول پاک صلعم بھی اس قسم کے ارشادات وقتاً فوقتاً فرماتے رہے ہیں۔ گویا اسلام کی یہ تعلیم ملک و قوم کی اقتصادی اور اخلاقی حالت کے سنوارنے میں بنیادی قانون اور ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ غرباء و ضعفاء کے حقوق کی نگہداشت کرنا اور فقراء و ناتواں اشخاص سے ہمدردی کرتے ہوئے اُن کی پیٹ پروری کرنا دراصل سوسائیٹی اور سماج سے چوری بددیانتی، غبن سمگلنگ وغیرہ بہت سی قباحتوں کو ملیا میٹ کرنے کے مترادف ہے اور اس طرح حسد و کینہ اور انتقام جیسی اجتماعی برائیاں جو معاشرے کو تباہ کر دیتی ہیں ختم کی جا سکتی ہیں (باقی)

ایک سنہری موقعہ

احباب جماعت نے ابھی پرچہ میں ذو دفتری جگہ امسال جلسہ سالانہ کے سہ روزہ اجتماع کے موقعہ پر اخبار بدر کی ان احباب کرام کی جنہوں نے اشاعت فرمائی ہے خبر ست پڑھ لی ہوگی اب آپ کے لئے ایک سنہری موقعہ ہے کہ فوری طور پر صرف ساڑھے تین روپیے جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال کر کے اپنا خوشخط پتہ (جو اگر انگریزی میں ہو تو بہتر ہے) منیجر صاحب بدر کو بھجوا دیں اور سال بھر بدر کا مطالعہ کرتے رہیں۔

احباب جماعت کوشش فرماویں کہ کوئی احمدی گھرانہ ایسا نہ رہے جو کہ صرف ساڑھے تین روپے دے کر بھی اخبار بدر کا خریدار بننے کیلئے تیار نہ ہو۔ آپ جتنی جلدی رقم م۔ ارسال فرما دیں گے اتنا ہی آپ فائدہ میں رہیں گے ایسا نہ ہو کہ تمام رسائل پرچے ختم ہو جائیں۔ اور آپ کا آرڈر بعد میں موصول ہو۔ اسلئے اس اعلان کو پڑھتے ہی رقم ارسال فرما کر دفتر منیجر بدر کو ارسالگی رقم سے مطلع فرما دیں۔ انشاء اللہ

وصـــــــــــایا

نوٹ۔ وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو دفتر مجلس کارپرداز کو اس کی اطلاع دے۔

ـــــــــ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۵۴ ۔ میں حلیم النساء صاحبہ زوجہ ایم۔ اے رحمان بیگ صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے میری منقولہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ ایک ہار طلائی مع کرن وزن اندازاً ۲ تولہ قیمت اندازاً ۔/۲۴۰ روپیہ

۲۔ نتھ طلائی وزن اندازاً ایک ماشہ قیمت پندرہ روپیہ ۔/۱۵ روپیہ

۳۔ نگینہ طلائی وزن اندازاً ۲ ماشہ قیمت ۔/۸۰ روپیہ۔

۴۔ چین نقرئی وزنی دس تولہ قیمت ۔/۱۵ روپیہ جملہ زیور کی قیمت ۔/۳۵۰ روپے ہے میرا حق مہر ۔/۵۰۷ روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں حصہ جائداد ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ میری وفات کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی سوائے اس جائداد کے جس کا ۱/۱۰ حصہ ادا ہو چکا ہو۔ الامتہ حلیم النساء موصیہ

گواہ شد بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ بنگلور بلڈ نور تھو کراس جارج پیٹھ ۔ گواہ شد ایم۔ اے رحمان بیگ خاوند موصیہ

17 - Birsi Lane Chamrajpet

وصیت نمبر ۱۳۵۱۱ ۔ میں ایم عبدالرحیم ولد ماموں کویا صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ کالیکٹ ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

۱۔ ایک مکان محلہ ترام سٹم کالیکٹ میں واقع ہے جس میں ہم چار برابر کے حصہ دار ہیں یعنی تین بھائی اور دو بہنیں۔ میرا حصہ ۱/۴ ہے۔ اس مکان کی موجودہ قیمت ۔/۵۰۰۰ روپیہ ہے یہ مکان تین حصوں پر مشتمل ہے۔ جن میں دو حصے کرایہ پر دیئے ہوئے ہیں ایک حصہ میں ہماری اپنی رہائش ہے۔

میرا تجارتی سرمایہ ۔/۵۰۰۰ روپیہ ہے۔

میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے اپنے تجارتی کاروبار سے ماہوار قریباً ۔/۱۰۰ روپیہ آمد ہو جاتی ہے میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد ایم عبدالرحیم موصی ۲۴/۲/۶۴

گواہ شد ایم علی کویا صاحب ولد ماموں کویا برادر موصی ساکن کالیکٹ ۲۵/۲/۶۴

گواہ شد صدیق امیر علی صاحب ولد کنجی احمد صاحب ساکن موگرال حال وارد کالیکٹ ۲۵/۲/۶۴

وصیت نمبر ۱۳۶۰۷ ۔ میں ایم۔ بی خدیجہ بی بی زوجہ کے۔ ایس عمر صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن مرکرا ڈاکخانہ مرکرا ضلع کورگ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت غیر منقولہ جائداد کچھ نہیں۔ منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم مبلغ ۔/۲۰۰ روپیہ (دو صد روپے)۔ ہار طلائی ۳ تولہ قیمتی ۔/۴۰۰ روپیہ (چار صد روپیہ) کنگن طلائی ۴ تولہ قیمتی ۔/۴۰۰ روپے (چار صد روپے) کل میزان ایک ہزار روپے ہیں۔ میں اپنی مندرجہ بالا منقولہ جائداد قیمتی مبلغ ایک ہزار روپے کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ کسی وقت کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ کے لحاظ سے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان جاری ہوگی۔ الامتہ خدیجہ بی بی

گواہ شد ایم عبداللہ ہل روڈ مرکرا ۲۸/۱۱/۶۴ ۔ گواہ شد ایم عبدالسلام مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مرکرا ۲۸/۱۱/۶۴۔

وصیت نمبر ۱۳۶۱۴ ۔ میں ٹی۔ اے عبدالقادر ولد محمد صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن موگرال ڈاکخانہ موگرال ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ زرعی زمین پلوان میں جس میں میرا حصہ ۱/۸ ہے اس کا رقبہ اور نام ذیل ہے موگرال میں واقع ہے اور اس کی قیمت موجودہ تخمیناً ۔/۱۰۰۰ روپیہ ہے (۲) زمین زرعی ایک ایکڑ واقع موگرال جس کی قیمت موجودہ ۔/۲۰۰۰ روپے ہے۔ میں اپنی ان تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے اس زمین مذکورہ سے سالانہ ۔/۲۵ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ملازمت بھی کرتا ہوں جس سے مجھے ۔/۱۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ گویا میری ماہوار آمد ایک سو پچاسی ۔/۱۸۵ روپیہ اندازاً ہے۔ میں اپنی آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ٹی۔ اے عبدالقادر ۔ گواہ شد صدیق امیر علی ولد کنجی احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ موگرال۔ گواہ شد۔ ٹی موسیٰ حسن ولد حسن کنجی صاحب ساکن موگرال

وصیت نمبر ۱۳۶۱۵ ۔ میں حلیمہ بیگم زوجہ ثانی صدیق امیر علی صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن موگرال ڈاکخانہ موگرال ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد حسب ذیل ہے۔ میرا حق مہر پندرہ (۱۵۰۱) روپیہ ہے جو میں اپنے شوہر سے وصول کر چکی ہوں اور میرے پاس موجود ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے ۔/۱۵ روپیہ بطور جیب خرچ ملتا ہے میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں نیز بوقت وفات میری جو جائداد ہوگی اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ حلیمہ بیگم۔

گواہ شد صدیق امیر علی صاحب ولد کنجی احمد صاحب ساکن موگرال سیکرٹری جماعت احمدیہ موگرال

گواہ شد۔ ٹی موسیٰ حسن صاحب ولد حسن کنجی صاحب ساکن موگرال

وصیت نمبر ۱۳۶۲۲ ۔ میں آصفہ طیبہ بنت ملک صلاح الدین قوم ککے زئی پیشہ طالب علم عمر اندازاً ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ بصورت زیور وغیرہ نہیں ہے مجھے والد صاحب سے دس روپے ماہوار جیب خرچ مل رہا ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میری یہ وصیت میری زندگی اور وفات کی صورت میں میری آمد اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر جاری ہوگی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الامتہ آصفہ طیبہ ملک ۱۱/۴/۶۵

گواہ شد ملک صلاح الدین ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان ۱۱/۴/۶۵

گواہ شد محمد عبداللہ موصی نمبر ۱۰۵۸ قادیان ۱۱/۴/۶۵

وصیت نمبر ۱۳۶۲۳ ۔ میں سید لئیق احمد ولد سید محی الدین احمد صاحب قوم سادات پیشہ نگرانی پریس عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈاکٹر شیخ احمد روڈ رانچی ڈاکخانہ رانچی ضلع رانچی صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں والد محترم کے زیر سایہ ہوں البتہ ذاتی اخراجات کے لئے والد صاحب محترم کچھ دیتے ہیں۔ جیسے ضرورت ہوتی ہے۔ میری یہ آمد اپنے اندازاً سو روپیہ تک ہو جاتی ہے۔ اس سو روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

میری آئندہ جو بھی آمد یا جائداد ہوگی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو کرتا رہوں گا نیز میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد سید لئیق احمد ۲۳/۴/۶۵

گواہ شد	گواہ شد
سید بدر الدین احمد عفی عنہ	سید تبریز احمد صاحب برادر موصی
واقف زندگی معلم	پتہ:۔
وقف جدید رانچی	آشیانہ رانچی
۲۳/۴/۶۵	۲۳/۴/۶۵

قادیان میں ایک شادی کی تقریب

قادیان ۲۰ دسمبر۔ عزیزہ نعیمہ شمیم بنت مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قادیان کے نکاح کا اعلان گذشتہ جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر عزیزم مکرم نثار احمد صاحب پسر مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب آف بنگلور کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمایا تھا۔

اب عزیزہ موصوفہ کے رخصتانہ کی تقریب مورخہ ۱۲/۱۵ کو بعد نماز عصر عمل میں آئی۔ مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب کی قیادت میں برات مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے کے رہائشی مکان پر آئی جس کا استقبال مکرم حضرت امیر صاحب مقامی قادیان نے مع درویشان و بعض غیر مسلم احباب کے کیا۔ اور دولہا کے گلے میں ہار پہنائے گئے اور اھلاً وسھلاً و مرحبا کے نعروں سے خوش آمدید کیا گیا۔

ازاں بعد تمام دوست صحن مکان حضرت اُم طاہر میں اکٹھے ہوئے اور تلاوت و نظم کے بعد حضرت امیر صاحب نے چند کلمات دعائیہ فرمائے۔ اور اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے جملہ دوستوں کی معیت میں اجتماعی دعا فرمائی۔

اگلے روز ۱۲/۱۶ کو مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب آف بنگلور کی طرف سے دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں کافی تعداد میں مرد مستورات درویشان بشمول بعض مہمانان و غیر مسلم احباب مدعو کئے گئے۔ کھانے کے بعد حضرت امیر صاحب نے جملہ حاضرین کے ساتھ اجتماعی دعا فرمائی۔

مورخہ ۱۲/۱۹ کو بعد نماز عصر ۴½ بجے کے قریب مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب اور عزیزم نثار احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی والدہ صاحبہ مع عزیزہ نعیمہ شمیم بعد اجتماعی دعا قادیان سے بنگلور کے سفر پر روانہ ہوئے۔

اب تک مختلف درویشان کی شادیاں مختلف علاقوں میں ہوتی رہی ہیں مگر تقسیم ملک کے بعد یہ پہلی مثال ہے کہ مرکز قادیان سے کوئی بچی ہندوستان کے دور دراز علاقہ میں بیاہی گئی ہو۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس رشتہ کے بابرکت اور ثمرات حسنہ کا موجب ہونے کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں۔

ادارہ بدر اس خاندان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مختصر کوائف (بقیہ صفحہ ۲)

(۶)

پچھلے دنوں بین المملکتی حالات بگڑ جانے کے سبب اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پاکستانی زائرین کا قادیان میں پہنچنا خارج از بحث تھا اس لئے عام طور پر خیال گذرتا تھا کہ شاید اس سال جلسہ میں حاضرین کی تعداد کم رہے لیکن خدا تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرمایا۔ اور کسی مرحلہ پر بھی ایسی کمی کا مطلق احساس نہیں ہوا۔ بلکہ جلسہ کی گہما گہمی پہلے سالوں کی طرح ہی رہی۔ ماشاء اللہ نے احباب جماعت کے دل میں مرکز کی غیر معمولی کشش پیدا کر دی اور وہ جوق در جوق اپنے پیارے مرکز کی طرف کھنچے چلے آئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۷)

باوجودیکہ اس سال پنجاب میں خشک سردی پڑ رہی تھی احباب جماعت نے موسم کی اس شدت کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے ہوئے علاقہ جنوبی ہند (بالخصوص علاقہ دکن) درست زیادہ تعداد میں مع اہل و عیال تشریف لائے۔ اس طرح انہوں نے مرکز سلسلہ کے ساتھ اپنے خلوص و محبت کا عملی ثبوت دے دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے نو عمر بچوں کے دلوں میں روحانیت کا بیج بو کر ان کی آئندہ زندگی کو نیک راہ پر لگا دینے کی قابل تقلید مثال قائم کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے خلوص اور محبت میں برکت ڈالے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(۸)

قادیان میں مہمانان کرام کے قیام و طعام اور دیگر خدمات کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کی نگرانی اور ہدایات کے تحت مقامی درویشان کرام نے بڑے اخلاص اور محبت اور فدائیت کے ساتھ دن رات کام کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانان کرام کو ہر ممکن سہولیات اور آرام پہنچانے میں ہر ممکن کوشش صرف کی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۹)

چونکہ بیشتر احباب جماعت کو مرکز سلسلہ میں پہنچنے کے لئے ایک لمبا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے جس کے لئے راستے میں کئی روز لگتے ہیں اس لئے آتے ہوئے بھی احباب نے ریلوے کی طرف سے جاری کردہ سیٹوں کی ریزرویشن سے استفادہ کیا اور روانگی کے وقت بھی محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ کی ہدایت کے ماتحت امرتسر سے سیٹوں کے قبل از وقت ریزرو کرانے کا بطور خاص اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ بوقت آمد جس طرح احباب جماعت جلسہ کی مقررہ تاریخوں سے قبل ہی تشریف لانے شروع ہو گئے تھے۔ اسی طرح واپسی بھی بتدریج ہی عمل میں آئی۔ چنانچہ دس بارہ روز تک محلہ احمدیہ میں احباب جماعت کی اچھی خاصی رونق رہی۔

(۱۰)

پنجگانہ نمازوں کے علاوہ جلسہ کے دنوں میں احباب جماعت انفرادی اور اجتماعی دعاؤں میں بڑے ذوق و شوق سے منہمک رہے۔ چنانچہ مسجد مبارک میں جو شروع زمانہ درویشی سے اب تک روزانہ نماز تہجد باجماعت ادا ہوتی ہے جلسہ کے دنوں میں بھی احباب اس میں شرکت کرتے رہے اسی طرح انفرادی طور پر بیت الدعا بیت الفکر میں ہر شخص کو حسب توفیق دعا کرنے کا موقعہ میسر آیا ــــ !!

(۱۱)

اس سال بہر دو کات سے پانچ موصیوں کے تابوت تدفین کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لائے گئے تھے (۱) مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب آف یادگیر مرحوم (۲) مکرم مولوی محمود اسمٰعیل صاحب دکیل یادگیر مرحوم۔ (۳) مکرم سیٹھ عبداللطیف صاحب آف یادگیر مرحوم (۴) مکرم غلام حسین صاحب سوداگر آف یادگیر مرحوم۔ (۵) مکرم شیخ عبدالغفار صاحب آف مونگھیر مرحوم۔

چنانچہ جلسہ کے درمیانے روز یعنی ۲۲ دسمبر بعد
(باقی صفحہ کالم ۳ پر)

۳۰ - ازاں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جنازہ گاہ میں حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ایک بڑی تعداد سمیت سب کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور اس کے بعد مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر درست ہو جانے پر حضرت مولانا موصوف نے دعا کرائی اور اس کے بعد مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دعا ہوئی جس میں سب احباب نے شرکت کی۔

(۱۳)

جلسہ سالانہ کے دنوں میں مسجد مبارک میں پنجگانہ نمازیں حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان پڑھاتے رہے جبکہ روزانہ بعد نماز فجر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل درس دیتے رہے جس میں علاوہ بعض ضروری مسائل پر مؤثر رنگ میں روشنی ڈالنے کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر منصب خلافت کا کچھ حصہ پڑھ کر سناتے رہے جو حضور کی یہ ایمان افروز تقریر آج سے ۵۰ سال پہلے حضور انور رضی اللہ عنہ کے عزائم اور پروگرام پر مشتمل تھی۔ جن کو خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید نے بڑی کامیابی و کامرانی کے ساتھ پورا فرمایا حتیٰ کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور کو آخری بلاوا آیا تو آپ کی روح اس بات پر مطمئن تھی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے عزائم کو پورا فرمایا۔ اور اب حضور کی روح راضیہ مرضیہ کی شکل تصدیق بن کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

اس کے ساتھ ہی اس تقریر کے سننے والوں پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی رہی کہ احمدیہ جماعت کی یہ غیر معمولی روحانی ترقی اور وسعت خلافت کی برکت کا واضح ثبوت ہے اور اسی برکت کے نظام کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں ہم آخری مراتب ان فضلوں اور برکتوں کا وارث ہو سکتا ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت سے کیا۔ یعنی اور اس کے ساتھ جماعت کو دنیا میں روحانی غلبہ حاصل ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق :

یہ مت خیال فرمایئے

کہ اگر آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے بلکہ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ تمہیے۔ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار یا ٹرک پٹرول سے چلنے والا ہو یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders No 16 Mangoe Lane Calcutta-1

Auto Center تار کا پتہ

فون نمبرز {23-5222 / 23-1652}